یوسف علیہ السلام بائبل اور قرآن کریم کی روشنی میں: ایک تقابلی جائزہ

Yousuf (a.s) in Bible and Quran: a comparative study

ڈاکٹر کریم داد[i] عادل خان[ii]

Abstract

The Bible and the Holy Quran have described the prophets of Allah(may blessed be upon them) in detail.The way of the Quranic description is some how different from that of the Bible.The Holy Quran most often mentions the events in parts with respect to the context except the story of yousuf (a.s)being regarded as the most beautiful description which has been narrated in detail at once.

Similarly in the Holy Bible the Prophet Yousuf has been discussed but at some places the non-authentic views have also been added and have became a part of the story.This has effected the authenticity of the real story.

It was sened necessary to study the story of Hazrat Yousuf (a.s)from the Holy Quran as well as from the Holy Bible comparatively and clarify the status and authenticity of the explanations

Key Words:*prophet,Bible,description,authentic*

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا ہے۔ قرآن کریم کا طریقہ یہ یہاں رہا ہے کہ مختلف مقامات پر حسب مصلحت تھوڑا تھوڑا کر کے یہ واقعات بیان کیے ہیں۔ ان واقعات میں سے ایک یوسف علیہ السلام کا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے احسن القصص قرار دیا۔ اس کی وجہ مضامین کی جامعیت، موضوع کی انفرادیت اور نفس واقعہ کی حلاوت و شیرینی ہے۔

i اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

ii پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

سیدنا یوسف علیہ السلام کا واقعہ قرآن کریم سے پہلے بائبل میں بھی بیان ہوا ہے۔چونکہ قرآن کریم سے پہلے کی کتب سماویہ تحریف سے محفوظ نہیں رہی،اس لئے دیگر مقامات کی طرح سیدنا یوسف علیہ السلام کے واقعے میں بھی کمی بیشی پائی جاتی ہے۔جس سے نفس واقعہ کی صحت پراثر پڑااور موضوع روایات اس واقعہ کا حصہ بنے۔اس لئے یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ مذکورہ واقعے میں قرآن کریم اور بائبل کا تقابلی جائزہ لیا جائے تاکہ اس واقعہ میں موجود اسرائیلیات اور موضوعات سامنے آسکے۔زیرِ نظر آرٹیکل میں اسی ضرورت کے تحت واقعہ سیدنا یوسف علیہ السلام کا قرآن کریم اور بائبل کی روشنی میں تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔

یوسف علیہ کا خواب

قرآن کریم میں یوسف علیہ السلام کے واقعے کی ابتدا ان کے خواب دیکھنے کے تذکرے سے ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَاأَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَعَشَرَكَوْكَبًاوَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي ساجِدِينَ[1]

اس آیت میں یوسف علیہ السلام کے ایام طفولیت کے ایک خواب کا بیان موجود ہے،جس میں انہوں نے سورج،چاند اور گیارہ ستاروں کو دیکھا جو آپ کے سامنے سربسجود تھے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک خواب میں دکھائے گئے گیارہ ستارے آپ کے گیارہ بھائی تھے،سورج آپ کے والد یعقوب علیہ السلام اور چاند آپ کی خالہ تھی جو یعقوب کے نکاح میں تھی[2]۔

بائبل میں بھی واقعے کی ابتدا خواب دیکھنے کے بیان سے ہوئی۔پیدائش باب ۳۷ میں یوسف علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا گیا:ہم کھیت میں پولے باندھ رہے تھے کہ اچانک میرا پولا کھڑا ہو گیااور تمہارے پولے میرے پولے کے ارد گرد جمع ہو گئےاور اسے سجدہ کرنے لگے۔اس کے بعد بائبل میں ایک اور خواب کا ذکر ہے جو انہوں نے بھائیوں کے ساتھ باپ کو بھی سنایا۔وہ خواب سورج چانداور گیارہ ستاروں کا اس کو سجدہ کرنے کے متعلق تھا[3]۔

تقابل

قرآن کریم میں صرف ایک خواب کا ذکر ہے جس میں یوسف علیہ السلام نے سورج،چاند

اور گیارہ ستاروں کو سجدہ کرتے دیکھا تھا۔ جبکہ بائبل میں دو خوابوں کا ذکر ہے پہلے خواب میں گیارہ پُولوں کے سجدہ کرنے کا بیان ہے اور بائبل کے مطابق یہ خواب انہوں نے صرف اپنے بھائیوں کو سنایا تھا۔ بائبل میں مذکور دوسرا خواب جو سورج، چاند اور ستاروں کے سجدے کرنے کے متعلق ہے اس کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی ہو چکا ہے۔

خواب کے بیان کرنے کے متعلق بھی بائبل اور قرآن میں تعارض ہے قرآن کریم میں یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب یعقوب علیہ السلام کو سنایا اور انہوں واضح الفاظ میں یوسف علیہ السلام کو منع کیا کہ وہ اپنا خواب بھائیوں کو نہ سنائے جبکہ بائبل کے مطابق یوسف علیہ السلام نے اپنے خواب کے متعلق باپ کے ساتھ بھائیوں کو بھی بتایا۔

اس موقع پر بائبل میں خواب بیان کرنے پر یعقوب علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کے ڈانٹنے کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جبکہ قرآن کریم میں ڈانٹ کا کوئی ذکر نہیں۔ مولانا مودودیؒ کے نزدیک یہ بات یعقوبؑ کے پیغمبرانہ شان کے خلاف ہے کیونکہ یوسفؑ نے اپنی کوئی تمنا بیان نہیں کی تھی بلکہ دیکھا ہوا خواب بیان کیا تھا[4]۔

بھائیوں کی یوسف علیہ السلام سے حسد

قرآن کریم میں یوسفؑ کے بھائیوں کے حسد کی وجہ سیدنا یعقوب کا ان کو دوسرے بھائیوں پر ترجیح دینے کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَى أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ[5]

علامہ ثعلبیؒ نے اس موقع پر حسد کی ایک وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ بھائیوں کو کسی طرح یوسف علیہ السلام کے خواب کا علم ہو گیا تھا[6]۔

تقابل

اس بات پر قرآن کریم اور بائبل متفق ہیں کہ حسد کی وجہ یوسف علیہ السلام کو دوسرے بھائیوں پر ترجیح دینا تھی۔ لیکن بائبل میں خواب کو حسد میں اضافہ کی وجہ قرار دیا گیا جبکہ قرآن کریم میں ایسی کوئی بات موجود نہیں البتہ ایک تفسیری قول سے بائبل کے بیان کی تائید ہوتی ہے۔

یوسف علیہ السلام کا بھائیوں کے ساتھ جانے کا ذکر

یوسفؑ کے بھائیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یوسفؑ کو کسی بہانے لے جا کر قتل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ[7]

اس مشورے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے یعقوبؑ سے یوسفؑ کو اپنے ساتھ کھیل کود کے لئے لے جانے کی اجازت مانگی۔ لیکن یعقوبؑ نے یوسفؑ پر ڈرتے ہوئے ان کو روکنا چاہا۔ جب وہ کسی طرح نہ مانے تو بالآخر یعقوب کو اجازت دینا پڑی[8]۔ یعقوبؑ کا یوسفؑ کو بھائیوں کے ساتھ اجازت نہ دینے کی وجہ مفسرین نے وہ خواب قرار دیا ہے جو یعقوبؑ نے دیکھا تھا کہ ایک بھیڑیا یوسفؑ پر حملہ آور ہے[9]۔

بائبل نے اس واقعے کو اس انداز سے بیان کیا ہے کہ یوسفؑ کے بھائی "سکم" کے پاس باپ کی بھیڑیں چرا رہے تھے تو اسرائیل نے یوسفؑ سے کہا کہ تو جانتا ہے کہ تیرے بھائی سکم کے نزدیک بھیڑ بکریاں چرا رہے ہیں میں تجھے ان کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا بہت خوب[10]۔

تقابل

اس مقام پر قرآن کریم اور بائبل میں واضح طور پر تعارض موجود ہے قرآن کریم کی آیات کے مطابق بھائی تو یوسفؑ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے مگر باپ راضی نہ تھا اور کافی بحث و مباحثہ کے بعد یعقوبؑ نے انہیں یوسفؑ کو اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت دی۔ جبکہ بائبل کے بیان کے مطابق یعقوبؑ نے خود آپ کو بھائیوں کے پاس بھیجا۔

یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکنا

جب بھائیوں کی حسد انتہاء کو پہنچی تو انہوں نے یوسف کو قتل کرنا چاہا لیکن اس بات پر وہ متفق نہ ہو سکے۔ البتہ ان میں ایک بھائی نے ان کو کسی کنویں میں پھینکنے کا مشورہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ[11]

یہ مشورہ دینے والا کون تھا اس کے متعلق مفسرین نے مختلف اقوال نقل کی ہیں۔ علامہ طبریؒ نے یہاں دو اقوال ذکر کیے ہیں۔ قتادہؒ کی روایت کے مطابق کنویں میں پھینکنے کا مشورہ دینے والا روبیل تھا جبکہ مجاہدؒ کے نزدیک یہ مشورہ دینے والا شمعون تھا[12]۔ جبکہ بعض مفسرین نے سدیؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ مشورہ یہوذا نے دیا تھا، علامہ سمعانیؒ نے اس کو اکثر مفسرین کا قول قرار دیا ہے[13]۔

جب تمام بھائی یوسفؑ کو کنویں میں پھینکنے پر راضی ہوئے تو انہیں ایک کنویں میں پھینکا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ

جب یوسفؑ کو کنویں میں پھینکا جارہا تھا، تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی تسلی کے لئے وحی بھیجی کہ ایک موقع آئے گا کہ آپؑ اس فعل پر اپنے بھائیوں کو تنبیہ کریں گے۔

بائبل نے اس مقام کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے کہ جب بھائیوں نے اس کے قتل کرنے یا بیابان میں ڈالنے کا فیصلہ کیا تو روبن نے ان کو قتل سے روکا اور کسی کنویں میں گرانے پر راضی کیا[14]۔ اس کے بعد اس کنویں کے متعلق تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا: اس کو اٹھا کر ایک گڑھے میں پھینک دیا جو سوکھا تھا اور اس میں ذرا بھی پانی نہ تھا[15]۔

تقابل

اس مقام پر قرآن نے قتل کی مخالفت اور کنویں میں پھینکنے والے کا نام صراحت کے ساتھ ذکر نہیں کیا جبکہ بائبل میں واضح طور پر بتایا ہے کہ قتل کی مخالفت کرنے والا روبن تھا اور کنویں میں پھینکنے کا مشورہ دینے والا یہوداہ تھا۔ تفسیری اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل کی مخالفت کرنے والا اور کنویں میں پھینکنے کا مشورہ دینے والا ایک ہی بھائی تھا جو علامہ سمعانیؒ کے قول کے مطابق اکثر مفسرین کی رائے میں یہوذا تھا۔

اس مقام پر قرآن اور بائبل میں ایک تعارض کنویں سے متعلق ہے کہ بائبل میں اسے سوکھا ہوا اور بغیر پانی کے گڑھا کہا گیا جبکہ قرآن کریم نے کنویں کے متعلق صراحت کے ساتھ تو کچھ

ذکر نہیں کیا لیکن سیاق سباق سے معلوم ہو رہا ہے کہ کنویں میں پانی موجود تھا جیسا کہ آیت ۱۹ میں قافلے والوں کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے پانی نکالنے کے لئے کنویں میں ڈھول لٹکایا[16]۔

اسی طرح کنویں میں پھینکتے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی کے طور پر یوسفؑ کو وحی بھیجنے کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے جبکہ بائبل میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں۔

یوسف علیہ السلام کا قافلہ والوں کے ہاتھ لگنا

ایک قافلہ راستہ بھٹک کر وہاں آگیا اور پانی نکالنے کی غرض سے اس کنویں میں ڈھول لٹکایا تو یوسفؑ ڈھول کی رسی کو پکڑ کر باہر آئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ قَالَ يَا بُشْرَى هَذَا غُلَامٌ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ[17]

پھر جب بھائیوں کو آپؑ کا قافلہ والوں کے ہاتھوں لگنے کا علم ہوا تو یوسفؑ کو بھاگا ہوا غلام قرار دے کر ان کو قافلہ والوں کے ہاتھوں فروخت کر دیا جیسا کہ آیت ۲۰ میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے:

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ[18]

ابن عباسؓ کے نزدیک یوسفؑ کو بیس درہم کے عوض فروخت کیا گیا[19]۔

بائبل کے مطابق یہوداہ نے اپنے بھائیوں یوسفؑ کو قافلے والوں کے ہاتھوں فروخت کرنے کا مشورہ دیا۔ پیدائش باب ۳۷ میں ہے کہ جب وہ مدیانی سوداگر نزدیک آئے تو یوسف کے بھائیوں نے اسے گڑھے میں سے کھینچ کر باہر نکالا اور اسے چاندی کے بیس سکوں کے عوض اسمٰعیلیوں کے ہاتھ بیچ ڈالا[20]۔

تقابل

اس مقام پر قرآن کریم اور بائبل کے بیان میں تعارض ہے۔ قرآن کریم کے مطابق جب اہل قافلہ نے کنویں میں ڈھول لٹکایا تو یوسفؑ خود رسی پکڑ کر باہر آئے جب کہ بائبل میں کنویں سے باہر نکالنے والا آپ کے بھائیوں کو قرار دیا گیا ہے۔

بائبل کے مطابق کنویں سے واپس نکالنے کا واقعہ اسی دن پیش آیا اور حافظ ابن کثیرؒ نے سورۃ یوسف کی آیت ۱۹ کی تفسیر میں ابو بکر بن عیاش کا قول نقل کیا ہے کہ یوسفؑ نے کنویں میں تین دن گزارے[21]۔ اسی طرح قرآن کریم میں اس قیمت کا کوئی ذکر نہیں جس کے عوض یوسفؑ کو بیچا

گیا۔ جبکہ بائبل میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ یوسفؑ کو محض ۲۰ درہم کے عوض بیچا گیا۔ بائبل کے اس آیت کی تائید بعض تفسیری روایات سے بھی ہوتی ہے۔

باپ کو یوسف علیہ السلام کے متعلق خبر دینا

جب یوسفؑ کے بھائیوں نے آپؑ کو فروخت کیا تو آپ کے قمیص کو خون سے رنگ دیا اور باپ کو اس بات پر قائل کرنے لگے کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَجَاءُوا عَلَى قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ[22]

یعقوبؑ کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو آپؑ نے کوئی فریاد نہیں کی بلکہ فرمایا کہ صبر ہی اچھا ہے۔ علامہ طبریؒ نے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ سے صَبْرٌ جَمِيلٌ کے معنیٰ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا صبر جس میں کوئی شکوہ شکایت نہ ہو[23] اور یہی یعقوبؑ کے پیغمبرانہ شان کے مطابق تھا۔

بائبل نے یہ واقعہ مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ایک بکرے کو ذبح کر کے اس قبا کو اس میں رنگ دیا۔ جب یعقوبؑ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور ٹاٹ پہن لیا اور کئی دنوں تک اپنے بیٹے کے لئے ماتم کرتا رہا[24]۔

تقابل

قرآن اور بائبل کے بیان کردہ واقعہ میں یوسفؑ کے کپڑوں کو خون سے رنگنے اور باپ کے سامنے جھوٹ بولنے کی حد تک کوئی تعارض نہیں۔ البتہ یعقوبؑ کے ردعمل کو جو بائبل میں بیان کیا گیا ہے وہ قرآن کریم میں بیان کئے گئے ان کے ردعمل سے بالکل مخالف ہے اور یعقوبؑ کے پیغمبرانہ شان کے خلاف ہے۔

بائبل کے اسی عبارت کو بنیاد بنا کر بعض لوگوں نے امت مسلمہ کے اجماعی عقیدہ عصمت الانبیاء کا انکار کیا ہے اور اعتراض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہونا اور مصیبت کے وقت صبر واستقامت انبیاء کا شیوہ ہے اور سیدنا یعقوبؑ غم وحزن میں انتہائی حد تک پہنچے اور صبر کی بجائے کپڑے پھاڑنے اور ماتم کرنے لگے[25]۔ اس اعتراض کے جواب کے لئے اوپر مذکورہ حدیث مبارک کافی ہے۔

یوسف علیہ السلام کی مصر آمد

قافلے والوں نے یوسفؑ کو مصر میں عزیز مصر کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَى أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا[26]

بائبل کے مطابق یوسفؑ کو اسمٰعیلیوں کے ہاتھ سے فوطیفار مصری نے خرید لیا جو فرعون کے پہرہ داروں میں سے تھا[27]۔

تقابل

اس مقام پر قرآن کریم اور بائبل کا بیان بالکل ایک جیسا ہے۔ بائبل نے خریدار کا نام بتادیا ہے جب کہ قرآن کریم نے نام واضح طور پر نہیں بتایا۔ لیکن علامہ طبریؒ نے ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے، جس میں عزیز مصر کا نام قطفیر بتایا گیا ہے[28]۔

یوسف علیہ السلام کا عزیز مصر کی بیوی کو جواب

جب یوسفؑ سن بلوغ کو پہنچے تو ایک دن عزیز مصر کی بیوی نے انہیں گناہ کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَاب وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ[29]

اس موقع پر یوسفؑ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی اور پھر اپنے آقا یعنی عزیز مصر کے احسانات گنوا کر خود کو گناہ سے بچانے کی کوشش کی۔

بائبل میں سیدنا یوسفؑ کا عزیز مصر کی بیوی کو دیا گیا جواب ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے: میرے آقا نے اپنے سارے گھر کا اختیار مجھے دے رکھا ہے سوائے تیرے کیونکہ تو اس کی بیوی ہے پھر بھلا میں ایسی ذلیل حرکت کیوں کروں اور خدا کی نظر میں گنہگار بنوں[30]۔

تقابل

یوسفؑ نے خود کو گناہ سے بچانے کے لئے جو ممکنہ دو راستے اختیار کئے یعنی اللہ تعالی کے خوف و قدرت اور آقا کے احسانات کا تذکرہ، قرآن کریم اور بائبل میں ان کو تقریباً ایک انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

یوسف علیہ السلام کا گناہ سے انکار و فرار

جب عزیز مصر کی بیوی نے یوسفؑ کو گناہ کی دعوت دی تو گناہ کرنے کا ایک غیر اختیاری وسوسہ آپؑ کے دل میں بھی پیدا ہوا، جس کو قرآن کریم نے اس انداز میں بیان فرمایا ہے:

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ[31]

آپؑ نے وسوسے کو خود پر غالب نہیں آنے دیا لیکن عورت کا مطالبہ بڑھتا گیا تو آپؑ نے جان چھڑانے کے لئے باہر کی طرف دوڑ لگادی اور عورت آپؑ کے پیچھے بھاگی۔ اللہ تعالیٰ کا فرما ہے:

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ[32]

یوسفؑ کے قمیص کا دامن عورت کے ہاتھ لگا اور پھٹ گیا۔ دروازے کے قریب دونوں کا سامنا عزیز مصر سے ہوا اور عورت نے اپنی مظلومیت کا رونا شروع کیا۔

بائبل میں یوسف کے گھر میں داخل ہونے اور عورت کا اس کو گناہ کی طرف بلانے کا تذکرہ یا گیا ہے۔ لیکن یوسفؑ کے انکار کے بعد فرار ہوتے ہوئے یوسف کا دامن عورت کے ہاتھ میں پھٹ گیا اور جب یوسف ہاتھ سے نکل گیا تو اپنی مظلومیت کا واویلا شروع کیا[33]۔

تقابل

اس مقام پر قرآن کریم اور بائبل کے بیانات تقریباً ایک جیسے ہیں، صرف یہ فرق ہے کہ قرآن کریم میں یوسفؑ کے وسوسہ میں مبتلا ہونے کے متعلق وَهَمَّ بِهَا کے الفاظ لائے گئے ہیں۔ جس سے بعض لوگوں نے آپؑ کی عصمت پر اعتراضات اٹھائے۔

عصمت سیدنا یوسف علیہ السلام

منکرین عصمت الانبیاء نے یوسفؑ کی عصمت پر اعتراض اٹھا کر عصمت الانبیاء کے مسلمہ عقیدے سے انکار کیا ہے، جو عقیدہ رسالت کی عمارت ڈھانے کے مترادف ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس مقام پر معترضین کے اعتراضات کا جائزہ لے کر ان کے جوابات دیئے جائیں۔

اعتراض

سیدنا یوسفؑ نے گناہ کا ارادہ کیا اور اسی ارادے سے عورت کے انتہائی قریب گئے۔ یہاں تک کہ ممکن تھا کہ آپؑ گناہ میں مبتلا ہو جاتے۔ جبکہ کسی نبی کے لئے ایسا کرنا کسی طور مناسب نہیں۔

اس اعتراض کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں:

1. یہاں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں لولا ان رأ برهان ربه لهم بقربها ہے۔ لہٰذا اگر تقدیم تاخیر مانا جائے تو سرے سے یہ ثابت ہی نہیں ہوتا کہ سیدنا یوسفؑ نے کوئی ارادہ کیا تھا[34]۔
2. اگر ارادہ ثابت بھی کیا جائے تو معنٰی یہ ہوگا کہ عورت نے گناہ کا ارادہ کیا اور یوسفؑ نے اس کو ہٹانے کا ارادہ کیا[35]۔
3. ھَم کا معنی صرف عزم کرنا نہیں بلکہ یہ اور بھی کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے جس میں کسی خیال کا دل میں گزرنا[36]، مقاربت اور دل کا مائل ہونا شامل ہے[37]۔ لہٰذا عصمت الانبیاء کے ثبوت پر انتہائی مضبوط دلائل کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں پر ھَم عزم و ارادے کے معنٰی میں مستعمل نہیں۔
4. اللہ تعالیٰ نے خود یوسفؑ کی ہر گناہ سے عصمت بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ[38]

اسی طرح شیطان نے بھی یہ اقرار کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اس کے وسوسے سے محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ[39]

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یوسفؑ گناہ اور اس کے ارادے سے مکمل طور پر محفوظ تھے۔ لہٰذا اس واقعہ سے آپؑ کی عصمت متاثر نہیں ہوتی۔

سیدنا یوسف کو قید کرنا

عورت کے تہمت لگانے کے بعد سیدنا یوسفؑ نے بھی اپنی صفائی پیش کی۔ عزیز مصر اس کشمکش میں تھا کہ ان دونوں میں سے کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کی برأت کا انتظام فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ
وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ[40]

ایک گواہ نے یوسفؑ کی برأت کی گواہی دی اور ساتھ ساتھ سچ و جھوٹ کی پہچان کا یہ طریقہ بھی بتادیا کہ اگر یوسفؑ کا دامن آگے سے پھٹا ہے تو وہ جھوٹا ہے اور اگر پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی ہے۔ یہ گواہی دینے والا ایک شیر خوار بچہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے بطورِ معجزہ قوت گویائی عطا فرمائی، جیسا کہ روایات سے ثابت ہے[41]۔

جب عزیز مصر نے یوسفؑ کے دامن کو پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو اس پر حقیقت کھل گئی اور اسے عورت کا مکر قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌيُوسُفُ
أَعْرِضْ عَنْ هَذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ

عزیز مصر نے یوسفؑ کو اس واقعہ کا تذکرہ کرنے سے منع کیا۔ لیکن جب چند عورتوں تک یہ بات پہنچی تو ان عورتوں نے عزیز مصر کی بیوی کو ملامت کرنا شروع کیا کہ اپنے غلام کو دل دے بیٹھی ہے۔ عزیز مصر کی بیوی نے ان عورتوں کی بدگوئی سے بچنے کے لئے ان کو دعوت دی اور ان کی ہاتھوں میں پھل کاٹنے کے بہانے چھریاں دی پھر یوسفؑ کو کسی بہانے ان عورتوں کے سامنے بلایا۔ ان عورتوں نے جب سیدنا یوسفؑ کا حسن دیکھا تو پھل کاٹنے کی بجائے اپنے ہاتھ زخمی کئے اور یوسفؑ کو فرشتہ قرار دے دیا۔ تب عزیز مصر کی بیوی نے اپنے گناہ کا اقرار کیا کہ میں نے ہی اس کو اپنی طرف بلایا مگر یہ صاف رہا۔ اس کے بعد اس نے ایک مرتبہ سیدنا یوسفؑ کو گناہ کی طرف بلا کر دھمکی دی کہ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو قید اور تکالیف میں مبتلا کیا جائے گا۔ ان عورتوں نے بھی عزیز مصر کی بیوی کی حمایت میں یوسفؑ کو اس کی بات ماننے کو کہا، تو سیدنا یوسفؑ نے کسی گناہ میں مبتلا ہونے کے بجائے قید کو ترجیح

دی۔ جب یوسفؑ کی پاکدامنی کا خوب چرچا ہونے لگا، تو عزیز مصر نے اسی میں مصلحت معلوم ہوئی کہ اسے قید کرے[42]۔

بائبل میں یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: جب اس کے آقا نے اپنی بیوی کو یہ کہتے سنا کہ تیرے غلام نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا تو غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا۔ یوسف کے آقا نے اسے پکڑ کر قید خانے میں ڈال دیا[43]۔

تقابل

قرآن میں اس مقام پر واقعہ پورے تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے جبکہ بائبل میں انتہائی اختصار کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بائبل میں یوسفؑ کی صفائی میں شیر خوار بچے کا بطور معجزہ کلام کرنے کا ذکر بھی موجود نہیں۔ اسی طرح عزیز مصر اور خود اس عورت کا یوسفؑ کی پاکدامنی کے اقرار کا تذکرہ بھی نہیں کیا گیا۔

یوسفؑ کو قید کرنے کی وجہ بائبل نے یہ بیان کی ہے کہ عزیز مصر نے غصے میں آکر ایسا کیا۔ حالانکہ عزیز مصر کا یوسفؑ پر غصہ ہونے کی کوئی وجہ موجود نہیں کیونکہ اس کو ابتداہی سے اصل واقعہ کا علم ہو گیا تھا۔ رہا یوسفؑ کو قید کرنا تو لوگوں کی باتوں سے بچنے اور واقعہ کا رخ موڑنے کی حکمت عملی تھی۔

قیدیوں کا خواب کی تعبیر پوچھنا

یوسفؑ کے ساتھ قید خانے میں بادشاہ کے دو خادم بھی قید تھے۔ ان میں سے ایک بادشاہ کا ساقی اور دوسرا نانبائی تھا[44]۔ علامہ قرطبیؒ نے ساقی کا نام مجلث اور نانبائی کا نام منجی ذکر کیا ہے[45]۔ دونوں بادشاہ کو زہر دینے کے الزام میں قید تھے۔ ان دونوں نے خواب دیکھے اور یوسفؑ سے ان خوابوں کی تعبیر دریافت کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي
أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ[46]

ایک نے خواب میں انگور کے خوشے دیکھے جس کو نچوڑ کر وہ فرعون کو پلا رہا ہے اور دوسرے نے دیکھا کہ اس کے سر پر تین روٹیاں ہیں اور پرندے اسے نوچ رہے ہیں۔ یوسفؑ نے ان کو خواب کی تعبیر

بتانے سے پہلے ان کے سامنے کفر کی برائی اور توحید کا بیان فرمایا اور پھر ان پر واضح کر دیا کہ خواب کی تعبیر میں اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے علم سے بیان کروں گا۔

تعبیر بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک نجات پا کر واپس بادشاہ کا خادم ہوگا اور دوسرے کو سولی پر چڑھا دیا جائے گا۔ یوسفؑ نے ان سے کہا کہ تم میں سے جو نجات پائے وہ بادشاہ کے سامنے میرا تذکرہ کرے اور پھر وہی ہوا جو یوسفؑ نے تعبیر بیان فرمایا تھا۔ لیکن نجات پانے والا یوسفؑ کا تذکرہ کرنا بھول گیا[47]۔

بائبل کے مطابق ساقی نے خواب میں انگور کے تین شاخ اور ان پر گچھے دیکھے جن کو نچوڑ کر فرعون کو پلا رہا ہے اور دوسرے نے سر پر تین ٹوکریاں رکھی دیکھی جس سے پرندے کھا رہے تھے[48]۔

تقابل

اس مقام پر واقعہ قرآن کریم اور بائبل میں تقریباً ایک جیسا بیان ہوا لیکن بعض باتوں کا تذکرہ بائبل میں موجود نہیں جیسے قرآن کریم میں خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے یوسفؑ نے کفر کی برائی اور اس سے بیزاری اور توحید کا بیان فرمایا جبکہ بائبل میں ایسی کسی بات کا تذکرہ نہیں۔

بائبل میں خواب میں انگور کے تین شاخوں اور روٹیوں کی تین ٹوکریوں اور تعبیر میں اس سے تین دن مراد لینے کا ذکر ہے مگر قرآن کریم میں ایسی کوئی تفصیل موجود نہیں۔ اگرچہ بعض تفسیری اقوال میں اس کا تذکرہ ہوا ہے[49]۔

بائبل میں خواب کی تعبیر میں متعین طور پر ساقی کو خلاصی پانے اور نانبائی کو سولی پر چڑھانے کا بتایا گیا۔ جبکہ قرآن کریم میں صرف اس حد تک بیان موجود ہے کہ ایک کو خلاصی نصیب ہوگی اور دوسرا سولی پر چڑھایا جائے گا[50]۔

بادشاہ کا خواب دیکھنا

ساقی جب رہا ہوا اور یوسفؑ کا تذکرہ بادشاہ کے سامنے کرنا بھول گیا تو اس دوران سات سال یا تین سے نو سال گزر گئے[51]۔ تب بادشاہ نے خواب دیکھا اور اس کی تعبیر کے لئے اپنے درباریوں کی طرف رجوع کیا، لیکن کوئی تعبیر بتانے پر قادر نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ[52]

بادشاہ نے خواب میں سات فربہ گائیں جن کو سات دبلی گائیں کھا گئیں اور سات سبز بالیں ہیں جن کو سات خشک بالوں نے اپنے لپیٹ میں لے کر خشک کر دیا۔اس دوران نجات پانے والے ساقی کو یوسفؑ کے متعلق یاد آگیا اور اس نے بادشاہ سے یوسفؑ سے ملاقات کی اجازت طلب کی۔

خواب کی تعبیر سورہ یوسف آیت ۴۷تا۴۹ میں کچھ یوں بیان ہوئی ہے کہ تم سات سال خوب غلہ بونا اور فصل کاٹ کر اپنی ضرورت کے مطابق بالوں سے نکالوں باقی کو بالوں میں رہنے دو پھر اس کے بعد سات سال قحط وخشک سالی کے آئیں گے اور تم وہ بچا ہوا کھالو گے صرف بیج کے لئے تھوڑا سا چھوڑ دو گے اس کے بعد خوب بارشیں ہوں گی اور اتنے کثرت سے انگور ہو ں گے کہ لوگ شیرے نچوڑیں گے اور پئیں گے[53]۔

بائبل کے مطابق دو بار فرعون نے خواب دیکھا کہ سات فربہ گایوں کو سات پتلی گائیں کھا گئیں پھر اس کی آنکھ کھلی اور دوبارہ اس نے خواب دیکھا کہ سات سبز بالوں کو سات خشت و پتلی بالوں نے ہڑپ کر لیا۔یوسفؑ نے سات سال خوشحالی اور سات سال خشک سالی و قحط کی تعبیر بیان کی[54]۔

تقابل

بادشاہ کے خواب کے حوالے سے بھی قرآن کریم اور بائبل کا بیان تقریباً ایک جیسا ہے۔ لیکن بعض باتوں میں تعارض موجود ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ساقی کے متعلق آیا ہے کہ وہ یوسفؑ کے پاس گیا اور اس نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر معلوم کی جبکہ بائبل کے مطابق بادشاہ نے یوسفؑ کو قید سے نکالا اور اپنے پاس بلا کر تعبیر پوچھی۔

بائبل میں فرعون کے دو خوابوں کا ذکر ہے جبکہ قرآن کریم نے دونوں واقعات کو ایک خواب قرار دیا۔اسی طرح قرآن کریم میں خشک سالی کے سات سالوں کے بعد ایک سال خوب بارشوں کی پیشگوئی کی گئی جبکہ بائبل میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا۔

بائبل کے مطابق ساقی اور نانبائی کے واقعہ کے بعد فرعون نے دو سال بعد خواب دیکھا ،جبکہ قرآن میں اس دورانیے کے متعلق بضع سنین کا لفظ آیا ہے جو مفسرین کے نزدیک تین سے نو

سال تک کا احتمال رکھتا ہے اور بعض مفسرین نے یہ مدت سات سال بیان کی ہے[55]۔ علامہ ثعلبیؒ کے نزدیک یہ سات سال ان پانچ سالوں کے علاوہ ہیں جو اس واقعہ سے پہلے قید میں گزر چکے تھے[56]۔

یوسف علیہ السلام کی رہائی

رہائی کا واقعہ سورۃ یوسف آیت ۵۰ تا ۵۳ میں اس انداز سے بیان ہوا ہے کہ خواب کی تعبیر سن کر بادشاہ کی نظروں میں یوسفؑ کی منزلت بڑھ گئی اور اس نے آپؑ کی رہائی کے احکامات جاری کر دیئے۔ لیکن یوسفؑ نے رہائی پر اپنی برأت کا ثبوت مقدم فرمایا اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ ان ہاتھ کاٹنے والی عورتوں کا کیا بنا۔ تب بادشاہ نے ان عورتوں سے تحقیق کی اور ان سب نے آپؑ کی پاکدامنی پر مہر ثبت کئے۔ یہ واقعہ دیکھ کر عزیز مصر کی بیوی نے بھی اقرار کیا کہ یوسفؑ سچ کہہ رہا ہے، میں نے اسے اپنی طرف بلایا تھا۔ تب یوسفؑ نے اپنے اس عمل کی وجہ بیان فرمادی کہ میں نے یہ اس لئے کیا کہ عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ میں اس سے خیانت کا مرتکب نہیں ہوا[57]۔

بائبل میں رہائی کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

تقابل

اس مقام پر قرآن کریم اور بائبل میں واضح طور پر تعارض موجود ہے۔ بائبل کے مطابق بادشاہ نے تعبیر پوچھنے سے پہلے ہی یوسفؑ کی رہائی کا حکم دیا اور رہائی کا حکم پاتے ہی بادشاہ کے حضور حاضر ہوئے۔ جبکہ قرآن کریم نے رہائی کا واقعہ تعبیر بتانے کے بعد بیان کیا ہے اور جب یوسفؑ کو رہائی کی خبر پہنچی تو آپ نے اپنی پاکدامنی کے ثبوت کو مقدم کیا اور کسی بھی قسم کی خیانت سے اپنی برأت کا اعلان کیا، جب آپ کی پاکدامنی خوب واضح ہو چکی تو اس کے بعد آپ قید خانے سے نکلے۔ دیکھا جائے تو اس مقام پر قرآن کریم کا بیان یوسفؑ کی شان کے زیادہ موافق ہے۔

یوسف علیہ السلام کا حاکم مصر بننا

خواب کی تعبیر سننے کے بعد بادشاہ نے یوسفؑ کو بلایا اور ان سے گفتگو کرنے کے بعد ان کو معتبر مقام عطا کیا۔ یوسفؑ نے خزانوں پر نگہبانی کا منصب مانگا۔ چنانچہ آپ کو وہ منصب عطا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ[58]

پہلے گزر چکا ہے کہ بائبل میں یوسفؑ نے خواب کی تعبیر بیان کرنے کے بعد کہا کہ فرعون کو چاہیئے کہ وہ کسی مدبر و دانشمند کو تلاش کرے اور اسے ملک مصر پر مختار بنائے۔ یہ بات فرعون اور اس کے سرداروں کو پسند آئی۔ چنانچہ فرعون نے یوسفؑ سے کہا میں تجھے سارے ملک مصر پر حاکم مقرر کرتا ہوں۔ فرعون نے فوطیفر کی بیٹی کو اس سے بیاہ دیا۔ اس سے یوسف کے دو بیٹے ہوئے ایک کا نام منسی اور دوسرے کا افرائیم رکھا گیا[59]۔

تقابل

اس مقام پر یوسفؑ کے حکمران بننے کے متعلق قرآن کریم اور بائبل کے مضامین ایک جیسے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ قرآن کریم کی آیت کے مطابق خزانوں پر نگہبان کے عہدے کے لئے یوسفؑ نے اپنے آپ کو پیش کیا اور بائبل میں کسی مدبر دانشمند کو یہ منصب عطا کرنے کا مشورہ دیا۔ بادشاہ مقرر ہونے کے بعد بائبل کے مطابق فرعون نے یوسفؑ کی شادی کرادی اور آپ کے دو بچے بھی ہوئے جن کے نام منسی اور افرائیم تھے۔

قرآن کریم میں اگرچہ شادی اور بچوں کا تذکرہ موجود نہیں۔ لیکن مفسرین کے نزدیک یوسفؑ کی شادی قطفیر کی وفات کے بعد اس کی بیوہ سے ہوئی اور آپ کے دو بچے افرائیم اور منشا اس سے ہوئے[60]۔

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی مصر آمد

جب سات سال گزر گئے اور قحط کا زمانہ آیا تو لوگ دور دراز سے مصر غلہ حاصل کرنے کے لئے آنے لگے اس دوران یوسفؑ کے بھائی بھی غلے کے حصول کے لئے مصر آئے، تو یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا اور وہ یوسفؑ کو نہ پہچان سکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ[61]

سورۃ یوسف آیت ۶۱، ۶۲ میں اس ملاقات کے باقی احوال کچھ یوں بیان ہوئے ہیں کہ باتوں باتوں میں انہوں نے سیدنا یوسفؑ سے اپنے ایک اور بھائی کا تذکرہ کیا تو آپؑ نے اگلی بار اس کو ساتھ لے آنے کا کہا اور اسے نہ لانے کی صورت میں غلہ نہ دینے کا بھی کہہ دیا۔ انہوں نے باپ کو اس معاملے میں راضی کرنے کا کہا۔ جب وہ واپس ہونے لگے تو یوسفؑ نے خادم سے کہہ کر ان سے لی گئی قیمت کو واپس ان کے اسباب میں رکھوایا تاکہ وہ دوبارہ بھی آئیں۔ جس بھائی کا تذکرہ کیا گیا وہ یوسفؑ کا ماں شریک بھائی تھا اور مفسرین کے نزدیک اس کا نام بن یامین تھا[62]۔

بائبل میں اس واقعے کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ جب یعقوب کو مصر میں غلہ کی موجودگی کا علم ہوا تو آپ نے بن یامین کے علاوہ دس بیٹوں کو غلہ خریدنے کے لئے بھیج دیا۔ یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ یوسف کو نہ پہچان سکے۔ یوسف نے انہیں ان کے متعلق دیکھے گئے خواب کو یاد کیا اور ان سے کہا کہ تم جاسوس ہو اور ہمارے ملک کی سرحد دیکھنا چاہتے ہو کہ کہاں سے غیر محفوظ ہے ۔انہوں نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے اپنے خاندان کے متعلق سب کچھ بیان کر دیا جس میں بن یامین کا تذکرہ بھی ہوا۔ تب یوسفؑ نے ان سے کہا کہ جب تک تمہارا چھوٹا بھائی یہاں نہیں آئے گا تم یہاں جا نہیں پاؤ گے۔ تین دن قید رکھنے کے بعد یوسفؑ نے ان سے کہا کہ تم میں سے ایک قید میں رہ جائے اور باقی چلے جاؤ اور اگلی بار اپنے چھوٹے بھائی کو بھی اپنے ساتھ لے آؤ۔ یوسفؑ نے شمعون کو ان کے سامنے بندھوایا۔ رخصت ہوتے وقت ان کی چاندی کو ان کے سامان میں رکھوا دیا[63]۔

تقابل

اس مقام پر قرآن کریم اور بائبل کے بیانات میں تضاد ہے۔ قرآن کریم کی آیات کے مطابق یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو اگلی بار بن یامین کو ساتھ لانے کا کہا اور ان کی ادا کردہ قیمت کو ان سامان میں رکھوا دیا۔ جبکہ بائبل کے مطابق یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو جاسوس قرار دے کر تین دن قید میں رکھا اور آخر میں ایک کو قید میں رکھ کر باقی کو جانے دیا اور اگلی بار بن یامین کو ساتھ لے کر آنے کا کہا۔ تفسیر الطبری اور تفسیر ابن ابی حاتم میں سدیؒ کی روایت سے صرف یہ بات نقل کی گئی ہے کہ یوسفؑ نے شمعون کو بطور ضمانت اپنے ساتھ رکھا[64] لیکن یہ وضاحت نہیں کہ کس چیز کی ضمانت کے طور پر اس کو روکا۔

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا یعقوب علیہ السلام کے پاس آنا

جب یوسفؑ کے بھائی گھر لوٹ آئے تو یوسفؑ کی طرف سے ملنے والے اکرام و اعزاز اور بن یامین کا حصہ نہ ملنے کا باپ کو بتایا[65] اور اس کو اگلی بار ساتھ لے جانے کی اجازت طلب کی۔ تو سیدنا یعقوبؑ نے انہیں یوسفؑ کے حوالے ان کا قول یاد دلایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَى أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنْتُكُمْ عَلَى أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ[66]

اس کے بعد سورۃ یوسف ۶۵ تا ۶۸ میں واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ جب انہوں نے اپنے بار کھولے اور اس میں غلے کی قیمت پائی تو اپنے باپ سے اس کا ذکر کر کے پھر بن یامین کو ساتھ لے جانے کا مطالبہ کیا۔ یعقوبؑ اس شرط پر بن یامین کو ان کے ساتھ بھیجنے پر راضی ہوئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس کو واپس لے آنے کا قول کر لیں۔ یعقوبؑ نے نصیحتیں کر کے ان کو رخصت کیا۔

بائبل میں یوسفؑ کے بھائیوں کے لوٹ آنے کا وقعہ اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ لوٹ کر اپنے باپ کے پاس آئے تو اس سے کہا کہ جو شخص ملک مصر پر حاکم ہے وہ ہم سے نہایت سخت لہجے میں بولا اور ہم سے جاسوسوں جیسا سلوک کیا اور اگلی دفعہ غلہ دینا بن یمین کے حاضر کرنے سے مشروط کیا۔ یعقوبؑ کسی طرح راضی نہیں ہو رہے تھے تو روبن نے اس سے کہا کہ اگر میں بن یمین کو تیرے پاس واپس نہ لایا تو میرے دونوں بیٹوں کو قتل کر دینا۔ لیکن یعقوب راضی نہ ہوا[67]۔

جب غلہ ختم ہو گیا اور کچھ باقی نہ رہا تو یعقوب نے اپنے بیٹوں کو دوبارہ مصر جانے کا کہا تو یہوداہ نے یاد دلایا کہ حاکم نے چھوٹے بھائی کے بغیر وہاں آنے سے منع کیا ہے۔ تب یعقوب نے انہیں اپنے ساتھ تحفے تحائف اور پچھلی مرتبہ والے غلے کی قیمت اور مزید چاندی ساتھ لے جانے کا کہا اور بن یمین کو ساتھ لے جانے کی اجازت دی[68]۔

تقابل

اس مقام پر قرآن کریم اور بائبل میں واقعہ تقریباً ایک جیسا ہی بیان ہوا ہے۔ لیکن بائبل میں یوسفؑ کے بھائیوں کا یعقوبؑ کو یوسفؑ کے متعلق یہ کہنا کہ اس نے ہمارے ساتھ سختی کی۔ قرآن کریم اور تفسیری روایات سے اس کی نفی ہوتی ہے۔ ایک بھائی کو بطورِ ضمانت روکنے سے متعلق بائبل میں واضح طور پر بیان ہوا ہے جبکہ قرآن کریم میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ البتہ ایک تفسیری روایت میں اس کو ذکر کیا گیا ہے۔

سیدنا یوسف کے بھائیوں کا دوبارہ مصر جانا

یوسفؑ کے بھائی بن یامین کو لے کر دوبارہ مصر گئے۔ یوسفؑ نے اپنے بھائی کو بتایا کہ بھائیوں کے رویئے سے غمگین نہ ہو میں تمہارا بھائی یوسف ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ آوَى إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ[69]

اس کے بعد کا واقعہ سورۃ یوسف آیت ۷۰ تا ۷۶ میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ جب واپس جانے لگے تو یوسفؑ نے بن یامین کے سامان میں پیالہ رکھوایا اور جب وہ کچھ دور گئے تو ایک پکارنے والے نے پکارا کہ قافلہ والوں تم چور ہو۔ ان کے استفسار پر اس نے بتایا کہ بادشاہ کا پیمانہ گم ہو گیا ہے اور اسے لانے والے کو ایک بوجھ اونٹ کا ملے گا۔ برادران یوسف نے انکار کیا۔ تو اس شخص کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو پھر کیا سزا ہو گی چور کی۔ اس نے کہا جس کے ساتھ پایا گیا وہ بدلے میں غلام بنے گا۔ پہلے دوسرے بھائیوں کے سامان کی تلاشی لی گئی اور آخر میں بن یامین کے اسباب سے پیالہ نکلا۔ یہ داؤ یوسفؑ نے اپنے بھائی کو اپنے پاس ٹھہرانے کی خاطر کیا کیونکہ وہ اس بادشاہ کے قانون کے مطابق اس کو نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس کے بھائیوں نے اس وقت یوسفؑ کی بچپن کی کسی چوری کی طرف اشارہ کیا مفسرین کے نزدیک انہوں نے اپنے نانا سے بت چوری کر کے اسے تھوڑا تھا۔ یوسفؑ کے بھائیوں نے درخواست کی کہ بن یامین کے بدلے کسی اور کو قید کر دیا جائے لیکن وہ نہ مانے۔ ان میں سے بڑے بھائی نے باپ سے کئے وعدے کی وجہ سے واپس جانے سے انکار کر دیا اور دوسرے بھائیوں کو بھیج کر یعقوبؑ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ یعقوب نے ان کا اعتبار نہ کیا اور تمام صورتحال کو ان کی سازش قرار دیا۔ یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو یوسفؑ اور بن یامین کو تلاش کرنے کا کہا۔ تب وہ دوبارہ مصر گئے اور یوسفؑ کو اپنا

دکھڑا سنایا۔ یوسفؑ نے ان کو اپنے اور اپنے بھائی کے ساتھ کئے گئے سلوک کے متعلق پوچھا۔ تو آپؑ کے بھائی پوچھنے لگے کیا تم یوسف ہو؟ یوسفؑ نے کہا کہ ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ آپ کے بھائیوں نے اپنی غلطی تسلیم کر لی تو یوسفؑ نے ان کو معاف کر دیا۔ یوسفؑ نے ان کو اپنا کُرتہ دے کر کہا کہ اس کو یعقوبؑ کے چہرے پر ڈال دو، ان کی بینائی واپس آجائے گی اور ان کو اپنے اہل کے ساتھ واپس مصر آنے کا کہا۔ جب قافلہ کنعان پہنچا تو سیدنا یعقوب نے کہا کہ مجھے یوسفؑ کی خوشبو آرہی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں لیکن جب خوشخبری لینے والا آیا تو کرتہ آپ کے چہرے پر ڈال دیا اور آپ کی بینائی واپس آگئی۔ ان کے بیٹوں نے آپ سے اپنے کئے کی معافی مانگی اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے بخشش طلب کی۔

بائبل کے مطابق جب یوسف کے بھائی بن یمین کو لے کر دوبارہ مصر پہنچے تو یوسفؑ نے جب بن یمین کو دیکھا تو ان کے لئے دعوت کا اہتمام کرنے کا حکم دیا۔ یوسف کے بھائیوں نے منتظم کو چاندی کی واپسی کے متعلق بتایا لیکن اس نے کہا کہ مجھے تمہاری چاندی مل چکی تھی۔ شمعون کی رہائی کے بعد سب نے یوسفؑ کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا۔ جب یوسفؑ نے بن یمین کو پہچانا تو اس کا دل بھر آیا[70]۔

یوسفؑ نے حکم دیا کہ ان بوریوں خوب بھر دیا جائے اور چاندی واپس رکھ دی جائے اور پیالہ سب سے چھوٹے یعنی بن یمین کے سامان میں رکھنے کا حکم دیا۔ جب وہ کچھ دور گئے تو منتظم نے ان کے پیچھے گیا اور ان پر پیالہ چوری کرنے کا الزام لگایا۔ انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جس کے پاس وہ پیالہ ملے وہ مار ڈالا جائے اور باقی سب کے سب غلام بنیں گے۔ منتظم نے کہا کہ جس کے پاس پیالہ ملا وہ غلام بنے گا اور باقی بے گناہ ٹھہروگے۔ پیالہ بن یمین کے سامان سے ملا، اس پر ان سب نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور یوسفؑ کے پاس جا کر فریاد کرنے لگے۔ یہوداہ نے یوسفؑ سے کہا کہ مجھے بن یمین کے بدلے غلام بنالو اور اس کو جانے دو[71]۔

تب یوسف نے خود کو ان پر ظاہر کر دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں۔ تمام بھائی خوفزدہ ہو گئے لیکن یوسف نے انہیں کہا کہ پریشان نہ ہو۔ یوسف نے انہیں جشن کے علاقے میں بس جانے کو کہا اور ساتھ اپنے باپ کو اس کے بیٹے یوسف کے زندہ ہونے کی خوشخبری دے کر اس کو بھی ساتھ

لانے کا کہا۔ اس واقعہ کی خبر فرعون تک پہنچی تو بہت خوش ہوا اور ان کو اعزاز و اکرام سے نوازا اور باپ اور تمام خاندان کو ساتھ لے آنے کا کہا اور اس غرض ان کو گاڑیاں بھی دیں۔ کنعان پہنچ کر جب انہوں نے یعقوب کو یوسف کے زندہ ہونے کی اطلاع دی تو وہ نہ مانا مگر جب سارا واقعہ سنا اور گاڑیاں دیکھیں تو کہنے لگا کہ مجھے یوسف کے زندہ ہونے کا یقین ہو گیا ہے۔ میں موت سے پہلے اس سے ملنا چاہتا ہوں[72]۔

تقابل

اس مقام پر قرآن اور بائبل میں اکثر باتیں تو ایک جیسی ہیں۔ البتہ قرآن کریم میں بن یامین کے پاس سے پیالہ برآمد ہونے کے بعد اس کے بھائیوں کا سیدنا یوسفؑ کے بچپن کے چوری کے واقعے کا ذکر کرنا ہے جبکہ بائبل میں اس کا تذکرہ نہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں بن یامین کو یوسف کا اپنے ساتھ رکھنے اور ان کے بھائیوں کا بن یامین کے بغیر واپس لوٹنے کا تذکرہ ہوا ہے۔

قرآن کریم میں یعقوبؑ کا بن یامین کے چوری کے الزام میں روکنے کو بھائیوں کی سازش قرار دینے کا بیان بھی ہوا ہے۔ ان تمام باتوں کا تذکرہ بائبل میں موجود نہیں۔ بلکہ بائبل کے مطابق پیالہ برآمد ہونے کے بعد جب سیدنا یوسفؑ کے بھائیوں نے ان سے فریاد کی اور بن یامین کو چھوڑنے کی درخواست کی تو سیدنا یوسفؑ نے خود کو ظاہر کر دیا اور پھر یعقوبؑ کو لانے کے لئے ان کو تحفے تحائف اور اعزاز و اکرام کے ساتھ کنعان رخصت کیا۔

اعتراض

اس مقام پر یوسفؑ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بن یامین کے سامان میں پیالہ خود رکھا اور پھر ان پر چوری کا الزام لگایا، تو ایک پیغمبر کے لئے ایسا کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے[73]؟ اس اعتراض کا سبب بائبل کی وہ عبارت بنی ہے جس میں اس واقعہ کو یوسفؑ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

جواب

قرآن کریم میں صرف اتنا بیان ہے کہ یوسفؑ نے بھائی کے سامان میں پیالہ رکھوایا لیکن چوری کا الزام لگانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے بھائی کے پاس اپنی نشانی چھوڑنے کی غرض سے رکھوایا تھا پھر جب ؤ یوسفؑ کے خدام نے شاہی برتنوں کا جائزہ لیا تو پیالہ نہ پایا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ آج

کنعانیوں کے بغیر کوئی اور قافلہ نہیں آیا۔ لہٰذا وہ قافلے کے پیچھے گئے اور پھر منتظم نے اپنی طرف سے چوری کی تحقیق کی۔ یہاں قرآن کریم کے کسی آیت سے ثابت نہیں ہو رہا کہ یوسفؑ نے پیالہ چوری کا الزام لگانے یا بن یامین کو روکنے کی غرض سے رکھوایا تھا۔ لہٰذا یوسفؑ کی عصمت پر اس سے کوئی اعتراض یا الزام نہیں آتا[74]۔ ایک جواب یہ بھی دیا گیا کہ یوسفؑ نے پہلے سے اپنے بھائی سے اس کی اجازت مانگی تھی یا اس کو تعریض پر محمول کیا جائے گا[75]۔

یوسف علیہ السلام کے خاندان کی مصر آمد

یعقوبؑ اپنے خاندان سمیت مصر پہنچے تو یوسفؑ نے ان کا استقبال کیا۔ یوسفؑ نے اپنے والدین یعنی باپ اور خالہ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ تمام خاندان والے تعظیماً آپ کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ یوسفؑ نے اس کو اپنے بچپن کے خواب کی تعبیر قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ آوَى إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ يَا أَبَتِ هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ[76]

بائبل میں بھی یعقوبؑ کے اپنے خاندان سمیت مصر منتقل ہونے کا ذکر موجود ہے۔ اس ضمن میں یوسفؑ کے مصریوں سے غلہ کے بدلے ان کا سب کچھ لینے یہاں تک کہ تمام مصریوں کو فرعون کا غلام بنانے کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بالآخر ان کو زمینیں اور سب کچھ لوٹا کر ان پر پیداوار کا پانچواں حصہ ٹیکس لگانے کا بھی ذکر ہے۔ اور آخر میں یوسفؑ کی وفات کا واقعہ بھی بیان ہوا ہے[77]۔

تقابل

اس مقام پر بائبل اور قرآن کریم میں ایک ہی طرح کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ لیکن بائبل میں بھائیوں کا یوسفؑ کو سجدہ کرنے کا کوئی تذکرہ موجود نہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں واضح الفاظ میں بھائیوں کے سجدے اور یوسفؑ کا اس کو بچپن کے خواب کی تعبیر قرار دینے کا ذکر موجود ہے۔ قرآن کریم میں یوسفؑ کا واقعہ یہی تک محدود ہے جبکہ بائبل میں یعقوبؑ کی وفات اور پھر یوسف کی وفات تک کے تمام واقعات بیان ہوئے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1 سورۃ یوسف ۱۲ :۴

2 احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن (تفسیر الثعلبی) ۵ :۱۹۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۰۰۲ء

3 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش، باب ۳۷ آیت ۵ تا ۱۰، مطبع و سن طباعت نامعلوم

4 سید ابوالاعلیٰ مودودی، یہودیت قرآن کی روشنی میں: ۱۹۱، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۲۰۰۰ء

5 سورۃ یوسف ۱۲ :۸

6 تفسیر الثعلبی ۵ :۱۹۸

7 سورۃ یوسف ۱۲ :۹

8 سورۃ یوسف ۱۲ :۱۱ - ۱۴

9 ابوالمظفر منصور بن محمد السمعانی، تفسیر القرآن (تفسیر السمعانی) ۳ :۱۲، دار الوطن، الریاض، ۱۹۹۷ء

10 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش، ۳۷ :۱۲، ۱۳

11 سورۃ یوسف ۱۲ :۱۰

12 محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن (تفسیر الطبری) ۱۵:۵۶۵، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۲۰۰۰ء

13 تفسیر السمعانی ۳ :۱۰

14 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش ۳۷ :۲۰ - ۲۲

15 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش ۳۷ :۲۳

16 تفسیر الثعلبی ۵ :۲۰۳

17 سورۃ یوسف ۱۲: ۱۹

18 سورۃ یوسف ۱۲: ۲۰

19 تفسیر الطبری، ۱۵ :۱۴

20 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش، ۳۷ :۲۶ تا ۲۸

21 اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر ابن کثیر ۴ : ۳۷۶، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، بیروت، ۱۹۹۹ء

22 سورۃ یوسف ۱۲ :۱۸

23 الاتحافات السنیۃ بالا حادیث القدسیۃ، عبدالرؤف بن تاج العارفین، دار ابن کثیر، دمشق
حکم: علامہ طبریؒ نے اس کو نقل کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اس روایت کو نقل کر کے مرسل قرار دیا ہے۔
(الطبری ۱۵ :۵۸۵۔۔۔ تفسیر ابن کثیر ۴ :۳۷۵)

24 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش، ۳۷ :۳۱ - ۳۴

25 محمد بن عمر الرازی، عصمة الانبیاء: ۸۴، مکتبة الثقافة الدینیة، القاہرة، ۱۹۸۶ء

26 سورۃ یوسف ۱۲ :۲۱

27 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش، ۳۹ :۱

28 تفسیر الطبری ۱۶ :۱۷

29 سورۃ یوسف ۱۲ :۲۳

30 بائبل، عہد نام عتیق، کتاب پیدائش، ۳۹ :۸، ۹

31 سورۃ یوسف ۱۲ :۲۴

32 سورۃ یوسف ۱۲ :۲۵

33 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش، ۳۹: ۱۱تا۱۵

34 حسین بن مسعود البغوی، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن (تفسیر البغوی) ۴ :۲۲۹، دار طیبة للنشر والتوزیع، بیروت، ۱۹۹۷ء

35 عصمۃ الانبیاء: ۸۸

36 ابو بکر محمد بن الحسن الازدی، جمہرۃ اللغۃ ۱ :۱۷۰، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۹۸۷ء

37 ابو الہلال الحسن بن عبد اللہ، معجم الفروق اللغویۃ ۱ :۳۵۷، مؤسسۃ النشر الاسلامی، ۱۹۹۲ء

38 سورۃ یوسف ۱۲ :۲۴

39 الصافات ۳۸ :۸۳

40 سورۃ یوسف ۱۲ :۲۶

41 ابن ابی حاتم عبد الرحمٰن بن محمد، تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم ۷ :۲۱۲۸، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، السعودیۃ، ۱۹۹۹ء

42 سورۃ یوسف ۱۲ :۲۷-۳۵

43 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش ۳۹ :۱۹، ۲۰

44 تفسیر الطبری ۱۶ :۹۵

45 محمد بن احمد القرطبیّ، تفسیر القرطبیّ ۹ : ۱۸۹، سار الکتب المصریۃ، القاہرۃ، ۱۹۶۴ء

46 سورۃ یوسف ۱۲ :۳۶

47 سورۃ یوسف ۱۲ :۳۷ -۴۱

48 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش، ۴۰ : ۱- ۲۳

49 تفسیر الطبری۱۶ :۹۷

50 مفتی محمد شفیع، معارف القرآن۵ :۶۹،ادارۃ المعارف، کراچی،۲۰۰۸ء

51 تفسیر السمعانی۳ :۳۳

52 سورۃ یوسف۱۲ : ۴۳

53 سورۃ یوسف۱۲: ۴۷تا۴۹

54 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش،۴۱ : ۱-۳۴

55 تفسیر الطبری۱۶ :۱۱۴

56 تفسیر الثعلبی۵ : ۲۲۶

57 سورۃ یوسف۱۲ :۵۰-۵۲

58 سورۃ یوسف۱۲ :۵۴-۵۶

59 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش،۴۱ : ۴۶

60 تفسیر الطبری۱۶ :۱۵۱

61 سورۃ یوسف۱۲ :۵۸

62 جلال الدین محمد بن احمد المحلی وجلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، تفسیر الجلالین۱ : ۳۱۲،دار الحدیث،القاہرۃ، س ن

63 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش۴۲ :۱تا۲۶

64 تفسیر الطبری:۱۶،۱۵۴۔۔۔ تفسیر ابن ابی حاتم۷ :۲۱۶۶

65 تفسیر الطبری۱۶ : ۱۵۸

66 سورۃ یوسف۱۲ :۶۳،۶۴

67 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش ۴۲ : ۲۹تا۳۸

68 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش ۴۳ : ۱تا۱۴

69 سورۃ یوسف۱۲ :۶۹

70 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش۴۳ : ۲۹تا۳۴

71 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش۴۴ : ۱تا۳۴

72 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش ۴۵ : ۱تا۲۸

73 محمد بن عمر الرازی، تفسیر مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر)۱۸ : ۴۷۷،دار احیاء التراث العربی، بیروت،۲۰۰۰ء

74 مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن۱ : ۲۴۷،دار الاشاعت، کراچی،۲۰۰۲ء

75 تفسیر کبیر ۱۸ : ۴۷۸

76 سورۃ یوسف ۱۲ :۱۰۰-۹۹

77 بائبل، عہد نامہ عتیق، کتاب پیدائش، باب ۴۷-۵۰